''خیر البشر'' حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ذاکرۂ آلؑ فاطمۃؑ الزہراء تنظیم زہراء نقوی کنیزؔ اکبرپوری صاحبہ
معلمۂ جامعۃ الزہرا، لکھنؤ

فخر ملک واشرف آدم ہے محمدؐ
اکلیل سرِ عرش معظم ہے محمدؐ
حقّا کہ خداوند دو عالم ہے محمدؐ
آخر ہے مگر سب سے مقدم ہے محمدؐ
ایسا کوئی محرم نہیں اسرارِ احد کا
حال اس سے ہے پوشیدہ ازل کا نہ ابد کا

(خدائے سخن میر انیسؔ)

تاریخ کے صفحات گواہ ہیں کہ عالی قدر رہبر، خلق عظیم کا پیکر، صفات الٰہیہ کا مظہر، جناب عبداللہ کا فرزند انور اور حضرت آمنہ کی آغوش کا بے نظیر اختر، سید اکبر، طاہر واطہر حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ تمام مخلوقات پروردگار میں ممتاز ترین حیثیت رکھتی ہے، آپ کی زندگی عام زندگی، ہرگز نہ تھی۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کا عام انسانوں کی سیرت سے موازنہ کرنا آپ کی شان اقدس میں گستاخی کے سوا کچھ نہیں۔

۱۷ ربیع الاول سنہ ۱ عام الفیل کی ایسی پُر برکت ومسرت وباعظمت، تاریخ تھی کہ جب حبیب خدا، خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ جس کے اعجاز کا اثر یہ ہوا کہ:

- ایوان کسریٰ کے ۱۴ کنگرے ٹوٹ کر گر گئے۔
- ایران میں ایک ہزار سال سے جلنے والے آتشکدے بجھ گئے۔
- دریائے ساوہ خشک ہوگیا۔
- ہر بُت خانے کے بت اوندھے منھ گر پڑے۔
- ہر اس گھر میں جہاں کلمہ گو رہتے تھے کافی دیر تک روشنی مہمان رہی۔
- جناب آمنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جبین مبین سے چمکنے والے نور سے کُرۂ ارض کا مشاہدہ کیا۔

مکہ کی فضا، بلکہ ساری کائنات مسرور وشادماں ہوگئی اور ذرّات عالم نغمہ سرائی میں مصروف ہوگئے۔ یہ آخر کس کی ولادت ہوئی ہے؟ یہ کون باعث خلقت موجودات عالم دنیا میں آیا ہے۔

عالم امکان میں کیسی خوشی ہے؟ یہ فرشتگان الٰہی کس کا استقبال زمین پر کررہے ہیں؟ یہ کون سا انسان ہے جس کے جیسا کوئی انسان نہیں ملتا۔ بھلا یہ کس کا وجود جسمانی زمین پر آیا ہے۔ جس سے ہر مایوس امیدوار نظر آرہا، ہر مرجھایا خوش وخرم دکھائی دے رہا ہے، ہر محروم بارانِ رحمت سے فیضیاب ہورہا ہے؟

یہ وہ ہے جو آیت: ''وَمَا مُحمدٌ اِلَّا رَسُولٌ۔'' کا حقیقی مفہوم ہے۔

یہ ''اِنَّکَ لَعَلٰی خُلقٍ عَظِیْمٍ'' کا اصلی مصداق ہے۔

یہ وہ خیر البشر ہے جو دشمنوں کی عیادت کو بھی جانا اپنا انسانی وظیفہ سمجھتا ہے۔ اس کی مٹھی میں انبیاء کا مقدر ہے۔

اس کی عظمت کا قائل دنیا کا ذرّہ ذرّہ ہے، جب بھوک کا احساس ہوتا ہے تو خُرمے کی شاخ جھک جاتی ہے۔

جناب فاطمہ بنت اسد فرماتی ہیں:

''محمد بن عبداللہ'' کو کھجور بہت پسند تھا۔ ایک مرتبہ وہ درخت خرمہ کی طرف بڑھے دیکھا گرنے والی کھجوریں جا چکی ہیں آخر کار درخت کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

''اَیَّتُھَا الشَّجرۃ! اَنَا جَائِع'' اے درخت میں بھوکا ہوں۔

جناب فاطمہ بنت اسد فرماتی ہیں: میں نے دیکھا کھجور کا درخت جھکا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ضرورت بھر کھجوریں کھالیں تو درخت سیدھا ہوگیا اور میں یہ دیکھ کر حیران رہ گئی۔

پیغمبر گرامیؐ کی عظمت کا اندازہ انسان کے علاوہ دوسری موجودات کو بھی تھا، جیسا کہ روایتوں میں ہے کہ آپ نے اپنے بھائی علیؑ کو چند کنکریاں اٹھا کر دیں تو وہ تسبیح پڑھنے لگیں اور پُرفصاحت لہجے میں کہہ اٹھیں: ''رَضِیتُ بِاللّٰہِ ربًا وَبِالاِسلام دیناً وبالائمۃ المعصومین۔ جناب عبداللہ بن جابر فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جب کبھی مکہ کی پہاڑیوں پر جاتے تو ہر پتھر سے آواز آتی: ''اَلسَّلَامُ عَلَیکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔''

اسلام کی طرف دعوت دینے والے آخری نبیؐ ہر اعتبار سے فضلیت وشرف کے حامل ہیں، خاندانی اعتبار سے ان کی خصوصیت یہ ہے کہ قبیلۂ قریش سے ہیں جو عرب میں سب سے بڑا قبیلہ تھا، جو عظمت وعزت کے اعتبار سے سب سے افضل تھا، اور ہر ایک کی نگاہ میں محترم تھا، آپ ہاشمی خاندان سے ہیں جس کی پاکیزگی، سیاست اور سیادت ممتاز ترین صفات تھیں۔ نبیٔ اکرمؐ شرافت وبلند کرداری میں بےنظیر وبےمثال تھے۔

رسولؐ خدا کی خصوصیت کا تذکرہ کرتے ہوئے جناب جعفر بن ابی طالب فرماتے ہیں:

''خدا نے ہمارے لئے ایسے کو نبی بنا کر مبعوث کیا جو ہمیں میں سے ہے جس کا حسب ونسب، صدق وصداقت، امانت داری وعفت سب پر واضح ہے اور جس کی دعوت کا لوگوں پر بہت ہی اثر ہوا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب بھی کسی نے آپ سے گفتگو کی (کج فکر افراد کے علاوہ) اس نے ضرور اسلام قبول کرلیا۔

ایک مرتبہ حضرت مسجد میں تشریف فرما تھے، ایک شتر سوار آیا اور آپ کی خدمت میں پہنچا، پوچھا کیا تم ہی محمدؐ ہو؟

فرمایا: ہاں

اس نے پوچھا کیا تم ہی عبدالمطلب کے فرزند ہو؟

کہا: ہاں

پھر اس نے کہا کہ ہم تم سے کچھ سوالات کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو چاہو پوچھ لو۔

اس نے کہا میں تم کو تمہارے اور تم سے پہلے والوں کے خدا کی قسم دیتا ہوں یہ بتاؤ کہ کیا تم تمام لوگوں کے لئے مبعوث ہوئے ہو؟

حضرتؐ نے فرمایا: خدا شاہد ہے کہ ''ایسا ہی'' ہے۔

اس شخص نے پھر کہا: تم کو خدا کی قسم یہ بتاؤ کیا خدا نے تم کو ''نماز یومیہ'' کا حکم دیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا کو شاہد قرار دیتے ہوئے مثبت جواب دیا۔

اس نے کہا خدا کی قسم میں ان تمام باتوں پر ایمان لاتا ہوں، جس پر تم ایمان لائے ہو، میں اپنے قبیلے کو چھوڑ رہا ہوں، میں ''ضمام بن ثعلبہ'' ہوں۔

یہ مبلغ اسلام کا کردار تھا جس نے اپنی کریمانہ رفتار سے لوگوں کو مسلمان کردیا۔ لیکن آج کے مبلغین اسلام کا کردار اسلام کے تعلیمات کے برخلاف نظر آرہا ہے تبلیغ اسلام کرنے والوں کا رویہ عام افراد کو دین سے بیزار کررہا ہے۔ ایسے اسلام کے مبلغین کا تو بس اللہ ہی حافظ ہے۔

خدا سے دعا ہے کہ ہمیں شیطانی وسوسوں سے محفوظ رکھے، تبلیغ کی تمام رکاوٹوں کو برطرف کردے اور ہم سب کو اپنے وظائف کو ادا کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ (الٰہی آمین)

❀❀❀

(بقیہ ــــــــــــ تفسیر سورۃ البقرہ)

مال خرچ کرنے کو تیار ہوجائے، یہ انفاق درحقیقت انسان کے اقرار بندگی کی تصدیق ہے۔ اپنے مال کو فی سبیل اللہ قربان کرکے انسان یہ ثابت کرتا ہے کہ وہ دولت کا پجاری نہیں بلکہ مرضئ خدا کا پابند ہے۔ اس طرح جذبۂ عبدیت کی تکمیل کے لئے یہ لازم ہے کہ انسان اپنے عقیدے اور نظریہ کے لئے مال خرچ کرنے پر راضی ہوجائے۔

آیت کے اس جملے کا اولین اور وسیع ترین مفہوم یہی ہے کہ انسان خدا کی راہ میں خیرات کرے۔ دولت، طاقت، رسوخ، جسمانی اور ذہنی صلاحیتیں غرض کہ ہر وہ نعمت جو انسان اللہ کی طرف سے حاصل کرتا ہے اسے اللہ کی راہ میں خرچ کیا جانا چاہئے۔ قرآن کے مطابق تمام مادی اور روحانی نعمتوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا اصطلاحی نام انفاق ہے۔

اس طرح اہل تقویٰ وہ حضرات ہیں جو نہ صرف اپنے مادی وسائل بلکہ اپنی روحانی اور ذہنی قوتیں جیسے علم، سائنس، ذہانت وغیرہ کو بھی خالق کائنات کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ اللہ کی راہ میں انفاق کرنا نہ صرف انسانی سماج کی بہتری اور ارتقاء کی ضمانت ہے بلکہ اس کے ذریعہ سے انسان اپنے نفس کی چند بیماریوں جیسے دنیا پرستی اور بخل و کنجوسی سے بھی چھٹکارا حاصل کرلیتا ہے۔ یقیناً یہی وہ صفت ہے جو اس دنیا کو جنگ وجدل کی دنیا نہیں بلکہ انسانیت اور تہذیب کی دنیا بنا سکتی ہے۔ یہ آیۂ کریمہ مسلمانوں کے لئے دو طرح کے فرائض کا اعلان کرتی ہے اولاً اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت اور ثانیاً خدمت خلق۔ ان دونوں فرائض کا بیان اس لئے کیا گیا ہے تاکہ انسان کے عقائد کا انعکاس میدان عمل میں نمایاں ہوسکے۔

❀❀❀